حیات آفریں شہادت

اسد ملتانی

اہلِ دل قربانیٔ شبیرؓ کا غم کیوں کریں
زندۂ جاوید ہوجانے کا ماتم کیوں کریں

دے کر اُس مردانہ قربانی کو مظلومی کا رنگ
ہم شہیدِ کربلا کی شان کو کم کیوں کریں

سر کٹایا کس سکون و صبر سے شبیرؓ نے
رو کر اُس جمعیتِ خاطر کو برہم کیوں کریں

زندگی کا جزو ہونی چاہیے یادِ حسینؓ
ہم اُسے محدودِ ایّامِ مُحرّم کیوں کریں

جب ظفر مندی شہیدوں ہی کے حصے میں رہی
دل کو پُرغم کیوں کریں آنکھوں کو پُرنم کیوں کریں

ہم مناقب ہی سنائیں گے مصائب کے بجائے
داستانِ فتح کو افسانۂ غم کیوں کریں

آنسوؤں سے اوس پڑ جاتی ہے دل کے جوش پر
زخمِ درد انگیز کو مرہونِ مرہم کیوں کریں

سرفروشی اور جاں بازی کا میداں چھوڑ کر
گریہ وزاری کے گوشے کی طرف رَم کیوں کریں

زندگی کا درس دیتا ہے ہمیں خونِ حسینؓ
موت کا سامان رو رو کر فراہم کیوں کریں

گُلبنِ باغِ شہادت جن کو بننا چاہیے
وہ جوانانِ چمن تقلیدِ شبنم کیوں کریں

آؤ اس سے دورِ گیتی کا بدل ڈالیں نظام
روحِ ایثار و عمل کو نذرِ ماتم کیوں کریں

[روزنامہ ''زمیندار'' لاہور، ص۲/ ۷رمحرم الحرام ۱۳۵۳ھ۔ ۲۲ر اپریل ۱۹۳۴ء]

تحریک ختم نبوت کی تازہ ترین صورت حال

عبداللطیف خالد چیمہ (سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان)

محدث العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ نے فتنۂ ارتداد مرزائیہ کی تباہ کاریوں کو بھانپتے ہوئے سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا انتخاب فرمایا اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے انھیں ”امیر شریعت“ نامزد فرما کر خود شعوری طور پر ان کی پشت پر کھڑے ہو گئے اور ہندوستان میں اس کام کو منظّم بنیادوں پر استوار کرنے والی جماعت مجلس احرار اسلام کی مکمل سرپرستی فرمائی۔ پاکستان بن جانے کے بعد جب آنجہانی مرزا بشیر الدین محمود نے بلوچستان کو ”احمدی صوبہ“ بنانے کی بات کی اور موسیو ظفر اللہ خان نے وزیر خارجہ کی حیثیت سے کراچی کے ایک جلسہ عام میں احمدیت کو زندہ اور اور اسلام کو مردہ مذہب قرار دیا تو حضرت امیر شریعت مرحوم نے بریلوی مکتبِ فکر کے جید عالم دین حضرت مولانا ابوالحسنات قادری رحمتہ اللہ علیہ کی صدارت میں ”کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت“ کے پلیٹ فارم پر تمام مکاتبِ فکر کو یکجا کیا اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے تحریک چلائی تو مسلم لیگی حکمرانوں نے دس ہزار فرزندانِ توحید کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ رسالت وختم نبوت کے تحفظ کے آئینی وقانونی حق مانگنے کی پاداش میں خون سے لت پت کر دیا۔ تحریک ختم نبوت کی پاداش میں احرار کو خلافِ قانون قرار دے دیا گیا لیکن تحریک اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھتی رہی۔

۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ (چناب نگر) کے ریلوے اسٹیشن پر قادیانی درندوں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کی بوگی پر حملہ کیا جو تحریک ختم نبوت کے اگلے دور کا سبب بنی اور ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کو قوم نے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ کی قیادت میں کامیابی حاصل کی۔ اس تحریک میں بھی تمام مکاتبِ فکر نے مثالی اتحاد کا مظاہرہ کیا۔ ۱۹۸۴ء میں صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں تمام مکاتبِ فکر کے اتحاد کا نتیجہ یہ ہوا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی کی قیادت میں ۲۶ راپریل ۱۹۸۴ء کو امتناعِ قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا اور مرزا طاہر خفیہ طور پر ملک چھوڑ کر لندن پناہ گزین ہو گیا۔ ۱۹۸۴ء کے بعد بھی تحریک ختم نبوت کے حوالے سے کئی نشیب وفراز آئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پیش رفت ہوتی رہی۔ سابق صدر پرویز مشرف کے دور میں قادیانیوں کو ہر سطح پر نوازا گیا اور پس پردہ